بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

یَاأَیُّھَاالَّذِیۡنَ آمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوَّامِیۡنَ لِلّٰہِ شُھَدَاءَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَآنُ قَوۡمٍ عَلٰی أَلَّا تَعۡدِلُوۡا
اِعۡدِلُوۡا ھُوَ أَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی وَاتَّقُوۡا اللّٰہَ إِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (المائدہ۔۹)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاوٴ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

نام بگاڑنے کی اِبتداء مرزمحمود احمد صاحب نے کی ہوئی ہے؟؟

عزیزم محترم آصف احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

اُمید ہے آپ بفضل اللہ تعالیٰ بخیر وعافیت ہونگے آمین۔ آپ کو واضح رہے کہ قریباً ایک صدی قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بطور امام مہدی و مسیح موعود مبعوث فرمایا تھا۔ آپؑ نے ایک جماعت کی بنیاد ڈالی اور اُس کا نام جماعت احمدیہ رکھا۔ اُس وقت اُمت میں یہ اسلام کا تہتر واں (۷۳) فرقہ تھا۔ اپنی وفات سے پہلے آپؑ نے ایک رسالہ الوصیت لکھا۔ اس رسالہ میں آپؑ نے ایک انجمن کے قیام کا اعلان فرمایا۔ جیسا کہ آپؑ اس حوالہ سے اپنے رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۸ پر فرماتے ہیں:۔

”بالفعل یہ چندہ (وصیتی۔ ناقل) اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحبؓ کے پاس آنا چاہیے لیکن اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک انجمن چاہیے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا اعلائے کلمۂ اسلام اور اشاعتِ توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔“

حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ اس انجمن کے سلسلہ میں مزید روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ۔ ۳۲۵ پر اِرشاد فرماتے ہیں:۔۔” چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لیے انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اسکے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں“۔

حضورؑ نے اِس انجمن کے ۱۴ ممبران کو بذاتِ خود نامزد فرمایا تھا اور اِنکی تفصیل اس طرح ہے:۔۔(۱) مولانا مولوی نورالدین صاحب۔ صدر (۲) مولوی محمد علی صاحب۔ سیکرٹری (۳) خواجہ کمال الدین صاحب۔ مشیر قانونی (۴) مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی (۵) صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (۶) نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ (۷) سیٹھ عبدالرحمن صاحب۔ مدراس (۸) مولوی غلام حسن خاں صاحب رجسٹرار پشاور (۹) میر حامد شاہ صاحب۔ سیالکوٹ (۱۰) شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر مالک انگلش و یر ہوس لاہور (۱۱) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ لاہور (۱۲) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ لاہور (۱۳) ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب۔ لاہور (۱۴) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اسٹنٹ سرجن (بحوالہ۔ مجدد اعظم جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۰)

صدر انجمن احمدیہ کی حیثیت (status) کے متعلق آپؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔۔”میری رائے تو یہی ہے کہ جس اَمر پر انجمن کا فیصلہ ہو

جائے کہ ایسا ہونا چاہیے اور کثرتِ رائے اِس میں ہو جائے تو وہی رائے صحیح سمجھنا چاہیے۔ اور وہی قطعی ہونا چاہیے۔ لیکن اِس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میری ہرگز نہیں کرے گی۔ لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا اَمر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اِس میں کوئی خاص اِرادہ ہو۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک اَمر میں صرف انجمن کا اِجتہاد ہی کافی ہوگا۔'' (مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۷/اکتوبر ۱۹۰۷ء بحوالہ alghulam.com news 91)

صدر انجمن احمدیہ کے علاوہ حضورؑ اپنے روحانی فرزند موعود ذکی غلام مسیح الزماں کے نزول سے پہلے اپنی جماعت کے اُمور کو چلانے کیلئے ایک عبوری ڈھانچہ کے حوالہ سے اپنے رسالہ الوصیت (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحات ۳۰۴ تا ۳۰۷) پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

''اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ (ژ) خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔''

(ژ) ''ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس (۴۰) مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ اور چاہیے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کیلئے نمونہ بناوے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اسکو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اسکے ذریعہ سے حق ترقی کریگا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھیرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا ابھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحات ۳۰۶، حاشیہ)

عزیزم آصف احمد صاحب:۔ بانئے جماعت احمدیہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے دن اِس عالم فانی سے عالم آخرت کی طرف کوچ فرما گئے تھے اور بعد ازاں آپکے خاص شاگرد حضرت مولوی نور الدینؓ کو صدر انجمن احمدیہ اور حاضر الوقت احمدیوں نے بطور خلیفۃ المسیح اوّل منتخب کر لیا تھا۔ آپؓ رسالہ الوصیت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے مورخہ ۱۵/ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو اپنے خطبہ عید الفطر میں ارشاد فرماتے ہیں:۔ ''حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔ جس کو خلیفہ بنانا تھا اُس کا معاملہ تو خُدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر اِن چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرادی کہ اِسے اپنا خلیفہ مانو اور

اِس طرح تمہیں اِکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔اب جو اجماع کا خلاف کرنیوالا ہے وہ خُدا کا مخالف ہے۔ چنانچہ فرمایا وَیَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰی وَ نُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا (النساء:۱۱۶)۔میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور اِنکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے منتخب فرمایا اپنی تقویٰ کی رائے سے، اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا ہزار لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑا غرق کر دے گا؟ ہر گز نہیں ۔پس تم کان کھول کر سنو۔اگر اب اِس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو فَاَعۡقَبَهُمۡ نِفَاقًا فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ (التوبہ:۷۷) کے مصداق بنو گے۔ میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا؟ اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔"خطبات نور۔صفحہ ۴۱۹)۔

عزیزم آصف احمد صاحب:۔حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ کے دورِ خلافت میں افراد جماعت احمدیہ کو آزادی ضمیر کا بنیادی حق حاصل تھا اور وہ خلیفہ اوّل ؓ سے ہر قسم کے اختلافی سوالات بھی کیا کرتے تھے۔حضرت خلیفہ اوّل ؓ نے اختلافی نقطہ نظر کی وجہ سے کسی احمدی کو حضرت مرزا صاحب ؑ کی جماعت سے نہیں نکالا تھا۔شومئ قسمت کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ کے دورِ خلافت میں جماعت احمدیہ میں دو دھڑے بن چکے تھے۔ایک دھڑے کے سربراہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تھے اور دوسرے دھڑے کے سربراہ جناب مولوی محمد علی صاحب تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ عمر رسیدہ ہونے کیساتھ ساتھ انتہائی منکسر المزاج بھی تھے۔آپ ؓ حضور ؑ کی اولاد سے بہت عقیدت بھی رکھتے تھے۔اور اسی عقیدت کا بے جا فائدہ اُٹھاتے ہوئے جناب مرزا محمود احمد صاحب نے آپ ؓ کے دورِ خلافت میں جماعت احمدیہ میں اپنی سیاسی کاروائیوں کا آغاز کر دیا تھا۔مثلاً اپنے والد صاحب ؑ کی صدر انجمن احمدیہ کے ہوتے ہوئے الگ سے (۱) ۱۹۰۹ء میں ایک انجمن ارشاد بنالی۔(۲) مجلس انصار ۱۹۱۱ء میں بنائی۔(۳) اُس وقت جماعت احمدیہ کی تبلیغ اور اشاعت کلمہ حق کیلئے امام مہدی و مسیح موعود ؑ کے جاری کردہ دو (۲) اخبار البدر اور الحکم موجود تھے۔علاوہ اسکے رسالہ ریویو آف ریلیجنز (review of religions) کیساتھ ساتھ بچوں کیلئے ایک رسالہ تشحیذ الاذہان بھی موجود تھا۔اِسکے باوجود جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے الگ سے اپنا ایک نیا اخبار الفضل جون ۱۹۱۳ء میں جاری کر لیا تھا۔(۴) حضرت بانئ جماعت ؑ نے اپنی زندگی میں دو (۲) چندوں کا اجراء فرمایا تھا۔ایک چندہ عام بغیر کسی شرع کے تھا اور دوسرا اختیاری چندہ وصیت تھا۔حضور ؑ نے اور آپکے پہلے خلیفہ راشد حضرت مولوی نورالدین ؓ نے بھی اِن دونوں چندوں کے ذریعہ اپنی دعوت الی اللہ کو لوگوں تک پہنچایا تھا۔اِن دونوں چندوں کے ہوتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ کے دورِ خلافت میں جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ۱۹۱۳ء میں ایک نیا دعوت الی الخیر فنڈ جاری کر لیا تھا۔

آپ کو واضح رہے کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ کے حکم پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے انجمن ارشاد، مجلس ارشاد، اخبار الفضل کا اِجراء اور دعوت الی الخیر فنڈ کی تحریک جاری کی ہوتی تو پھر اس پر کسی بھی احمدی کو نہ پہلے اور نہ ہی اب کوئی اعتراض ہو سکتا تھا۔لیکن عجیب

بات ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی عقیدت اور منکسر المزاجی کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے مرزا محمود احمد صاحب نے یہ سب سیاسی کاروائیاں اِس زعم میں خود ہی سرانجام دی تھیں کہ وہ بانئے جماعت حضرت مرزا غلام احمدؑ کے بیٹے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی وفات کے موقعہ پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنے محترم والد صاحبؑ کی بنائی ہوئی صدر انجمن احمدیہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے ملی بھگت کیساتھ اپنی انجمن ارشاد اور اپنی مجلس انصار کے ممبران کے ذریعہ اپنا انتخاب بطور خلیفہ ثانی کروالیا جو کہ حضورؑ کی وصیت کے بالکل خلاف تھا۔ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد نے جب اس طرح مکر و فریب کیساتھ جماعت احمدیہ کی قیادت پر قبضہ جما لیا تو پھر اس دجل کی وجہ سے اصحاب احمد کی اکثریت ناراض ہو کر لاہور چلی گئی۔ اُنہوں نے جناب مولوی محمد علی صاحب کو اپنا اُمیر منتخب کر کے اپنے گروپ کا نام ''انجمن اشاعت اسلام لاہور'' رکھ کر لاہور میں خدمت دین کا کام شروع کر دیا۔ مرزا محمود احمد صاحب کا پایہ تخت قادیان ہی میں رہا۔ بعد ازاں سب سے پہلے جناب مرزا محمود احمد صاحب نے اپنی حریف جماعت ''انجمن اشاعت اسلام لاہور'' والوں کو اُنکے اصل نام ''انجمن اشاعت اسلام لاہور'' کی بجائے لاہوری یا پیغامی جماعت کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔ اور پھر جواباً انجمن اشاعت اسلام لاہور والوں نے بھی مرزا محمود احمد کے گروپ کو قادیانی جماعت کہنا شروع کر دیا۔ اب سوال پیدا ہے کہ سب سے پہلے کس نے کس کا نام بگاڑا۔ یہاں پر میں ایک وضاحت کرتا چلوں کہ یہاں میں لاہوری جماعت کی وکالت نہیں کر رہا بلکہ جماعت احمدیہ محمودی کی طرح خاکسار کو جماعت احمدیہ لاہور سے بھی بہت سارے اختلافات ہیں۔ اب میں اپنی طرف آتا ہوں۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں ایک مبارک سجدہ سے اُٹھنے کے بعد خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے بطور موعود زکی غلام مسیح الزماں کھڑا کیا تھا۔ جناب مرزا طاہر احمد صاحب کے آگے میں نے اپنا مدلل دعویٰ یا نقطہ نظر مورخہ ۲/اپریل ۱۹۹۳ء کو رکھا تھا اور آپ میرے دعوے کی وصولی کا جوابی خط الغلام ویب سائٹ پر خطوط سیکشن میں پڑھ سکتے ہیں۔ خلیفہ رابع صاحب نے بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے خاکسار کے متعلق چند بے بنیاد الزامات لگا کر اور مجھے جماعت سے نکل جانے کی دھمکی دے کر اپنے زعم میں مجھے خاموش کرنے کی کوشش کی تھی۔ حالانکہ وہ اپنے ۵/دسمبر ۱۹۸۶ء کے خطبہ جمعہ میں آزادی ضمیر کے حوالہ سے یہ فرما چکے تھے۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہاد آزادی ضمیر کیلئے کیا تھا۔ اور وہ جہاد تمام بنی نوع انسان کی خاطر کیا گیا ہے، صرف اِسلام کی خاطر نہیں کیا گیا۔ ہمیشہ سے جب سے انسان انسانیت کو پاؤں تلے روندنے والوں سے مقابلہ کرتا چلا آ رہا ہے۔ جب سے آزادی ضمیر کی خاطر کسی نوع کی جنگ بھی جاری ہے، سب سے زیادہ اِس مضمون میں عظیم الشان اور کامل جہاد حضرت اقدس محمد مصطفیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ آپکے مطالبات اِس مضمون میں یہ تھے کہ سب سے پہلے آپ نے سوسائٹی کو اِس طرف متوجہ کیا کہ ہر شخص اپنی سوچوں اور اپنے ایمان میں آزاد ہے۔ کوئی حق نہیں ہے کسی کا کہ کسی کی سوچ پر اور اُسکے اِیمان پر، اُس کے نظریات پر کسی قسم کی قدغن لگائے اور جبراً اُن کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ جو اعلان ہے یہ اِسلام کے لیے نہیں ہے بڑی جہالت ہے اگر اسے یہ سمجھا جائے کہ صرف اِسلام کی خاطر ہے۔ یہ تو آزادی ضمیر کا جہاد ہے، شرفِ انسانی کو قائم کرنے والا جہاد ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِنسان حق نہیں

رکھتا کہ کسی اور اِنسان کے نظریات کو اور اُس کے خیالات کو، اُس کی سوچوں کو تبدیل کرے زبردستی یا اُس پر جبر کے تالے لگا دے اور اُس کو ان سوچوں کے اظہار کا حق نہ ہو۔ تو یہ دوسرا جہاد کا پہلو یہ تھا۔ آپ نے یہ فرمایا اور قرآن کریم اِس مضمون کو کثرت سے بیان کرتا ہے کہ صرف یہ نہیں کہ انسان کو خود اپنی سوچوں میں آزادی نصیب ہے بلکہ اس کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ جو وہ سوچتا ہے، جو وہ دیکھتا ہے، جو وہ سمجھتا ہے اُسے دوسروں سے بیان کرے اور اِس کا نام بلاغ ہے پہنچانا۔ جب وہ بیان کر دے تو پھر لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ بیان کرنا مبین طریق پر، کھول کھول کر یہ تو فرض ہے ہر انسان کا اُس کا حق ہے لیکن جبر کو اس میں دخل نہیں ہوگا۔ کسی قسم کے جبر کی اجازت نہیں ہوگی۔ چوتھا پہلو اس جہاد کا یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اُسکے نتیجے میں بات مان لے اور اپنے خیالات تبدیل کر دے تو ہرگز کسی دوسرے کا حق یہ نہیں ہے کہ وہ زبردستی اُس کو اِس تبدیلی خیال سے روکے اور کہے کہ ہرگز ہم تمہیں اپنا خیال تبدیل نہیں کرنے دیں گے اور اِسکے نتیجے میں خیال تبدیل کروانے والے کو سزائیں دیں اور اُس کو بھی مارے اور اُس کی مخالفت بھی جسمانی طور پر کرے، ہر قسم کی تعزیری کاروائی اُسکے خلاف کرے۔ کہ چونکہ تم ہماری سوسائٹی کے خیال تبدیل کر رہے ہو اِس لیے ہم حق رکھتے ہیں کہ تمہارے گھر لوٹیں اور تمہارے گھر جلائیں، تمہارے اموال لوٹیں تمہیں ذبح کریں تمہیں ہر قسم کی اذیتیں پہنچائیں، قانونی روکیں ڈالیں قید میں تمہیں دھکیلیں کیونکہ تمہیں کوئی حق نہیں کہ سوسائٹی کے خیال تبدیل کرو۔

تو پہلا حصّہ مضمون کا ایسے خیالات سے تعلق رکھتا ہے جو طبعاً ہر انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں یا وہ لے کر پیدا ہوا ہے۔ اپنے ماں باپ سے ورثے میں پائے ہیں اِس میں تبدیلی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسی قسم کے وہ خیالات ہوں، سچ ہوں، جھوٹ ہوں، نورانی ہوں یا ظلماتی ہوں اِس سے بحث ہی کوئی نہیں۔ اِعلان آپکا یہ تھا اور یہ قرآن کریم نے بار بار بڑی تحدی سے اِعلان فرمایا کہ ہر انسان آزاد ہے اپنی سوچوں میں۔ اُسکی سوچوں پر کوئی پہرے نہیں لگائے جا سکتے۔ دوسرا اِعلان یہ کہ اپنی سوچوں کے بیان کرنے میں آزاد ہے۔ تیسرا اِعلان یہ کہ اِس بیان کو سن کر اگر کوئی اپنی سوچیں تبدیل کرے تو اُس پر دخل دینے کا بھی کسی کو حق نہیں۔ چوتھا یہ کہ اِس بات کو جرم نہیں سمجھا جائے گا کہ کوئی اپنے خیالات بیان کر کے کسی دوسرے کے خیالات تبدیل کر رہا ہے اور اُسکے نتیجے میں اُسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ یہ عظیم الشان آزادی ضمیر کا جہاد ہے جو آج بھی تمام اِنسان کو متوجہ کر رہا ہے اپنی طرف۔ آج جتنی جدوجہد ہے اِنسانی زندگی میں اس میں جتنی خرابیاں نظر آ رہی ہیں، اِن خرابیوں کا آپ تجزیہ کریں تو ہر جگہ آپ کو اِن بنیادی ہدایات سے رُوگشتی نظر آئے گی۔ تب وہ خرابی پیدا ہوگی۔ کوئی شخص اِن حقوق میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی حکومت اِن حقوق میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اِسکے نتیجے میں فساد پیدا ہوتا ہے، دکھ پیدا ہوتا ہے، ظلم پیدا ہوتا ہے۔ نظریاتی جدوجہد خون خرابے کی جدوجہد میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور پھر جھوٹے اور مصنوئی اِعلان کرنیوالے یہ اِعلان کرتے ہیں کہ نہیں نہیں ہم تو آزادی ضمیر کی خاطر لڑائی کر رہے ہیں اور دوسرے مقابل پر یہ اِعلان کرتے ہیں کہ نہیں نہیں ہم تو آزادی ضمیر کی خاطر جہاد کر رہے ہیں تم زبردستی بدلا رہے ہو۔ کوئی پہلے فریق پر الزام لگاتا ہے، وہی الزام پہلا فریق دوسرے پر لگاتا ہے۔ تو بنیادی طور پر جہاں بھی نظریات میں کسی قسم کے جبر کی اجازت دی جائے اور نظریات تبدیل

ہونے کا جو منظر ہے یہ برداشت نہ ہوسکے کسی سے۔اپنے بچوں کو دیکھ رہا ہو کہ کسی کی بات سن کر اُس سے متأثر ہو رہے ہیں اور اپنے خیالات بدل رہے ہیں۔اُسکے سینے میں ایک آگ لگ جائے،وہ کہے کہ میں یہ نہیں ہونے دونگا۔ ہر ایسے شخص کے مقابل پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جہاد کھڑا ہو جائے گا آزادی ضمیر کے نام پر جو آپ نے جہاد کیا۔اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُسکی تائید کرے جس نے واقعتا دلائل کے نتیجے میں اپنا مذہب تبدیل کیا ہے،اپنے خیالات تبدیل کئے ہیں اور ہر ایسی جبر کی کوشش کا مقابلہ کرے جو اِن بنیادی انسانی حقوق میں مداخلت کرے۔''

عزیزم آصف احمد صاحب:۔آزادی ضمیر کا یہ بنیادی حق جس کی جناب خلیفہ رابع صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ میں ذکر فرمایا ہے کیا جماعت احمدیہ میں ہم احمدیوں کو بھی آزادی ضمیر کا یہ بنیادی حق دیا گیا ہے؟؟اور اگر جماعت احمدیہ میں ہم احمدیوں کو یہ بنیادی حق حاصل نہیں ہے اور نہ ہی محمودی خلفاء ہمیں یہ حق دینے کیلئے تیار ہیں تو پھر یہ جماعت احمدیہ جس کا سربراہ اس وقت جناب مرزا مسرور احمد صاحب ہیں۔یہ جماعت حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت احمدیہ کس طرح ہوسکتی ہے؟ خاکسار اِسے جماعت احمدیہ محمود یا محمودی جماعت کیوں کہتا ہے؟؟اِسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقعہ پر حضرت مرزا صاحبؑ کی صدر انجمن احمدیہ کو ردّ کر کے اپنی خود ساختہ انجمن ارشاد اور مجلس انصار کے ممبران کی ملی بھگت سے بننے والا خلیفہ نہ تو راشد ہوسکتا تھا اور نہ ہی وہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کا جانشین ہوسکتا تھا اَمر واقع یہ ہے کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے جماعت احمدیہ اور احمدی خلافت راشدہ کی صف لپیٹ کر نہ صرف اِسے جماعت احمدیہ محمود میں بدلا بلکہ مرزا محمود احمد کی قیادت کیساتھ ہی دراصل اُس بلائے دمشق کا آغاز ہو گیا تھا جس کی اللہ تعالیٰ نے بانئے جماعت علیہ السلام کو ۹/اپریل ۱۹۰۶ء (تذکرہ ۶۰۳) کو خبر بخشی تھی۔جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نہ کوئی خلیفہ تھے اور نہ ہی وہ ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی مصلح موعود میں بشارت دیئے زکی غلام کی الہامی پیشگوئی کے مصداق تھے۔اور اِسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کو بطور جسمانی لڑکا ملہم محمدی مریم کے گھر میں پیدا ہی نہیں کیا تھا تو پھر حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا مصلح موعود کس طرح ہوسکتا ہے؟؟

اگر آپ یا آپکی جماعت احمدیہ محمود کا کوئی عالم یا آپکا خلیفہ خاکسار کی اِن دونوں باتوں کو بذریعہ دلیل جھٹلا دے تو میں نہ صرف اپنے نقطہ نظر یا اپنے موعود زکی غلام مسیح الزماں ہونے کے دعوے پر نظر ثانی کرلوں گا بلکہ آپ کو منہ مانگا انعام بھی پیش کروں گا۔خاکسار اس کام کیلئے قریباً عرصہ ۲۳ سال سے میدان میں کھڑے ہو کر آپکے محمودی علماء اور خلفاء کو پکار رہا ہے۔لیکن محمودی جماعت کا کوئی عالم اور کوئی خلیفہ خاکسار کا سامنا کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔عزیزم آصف احمد صاحب۔یہی وجہ ہے کہ میں اِس جماعت کو جس کا سربراہ مرزا مسرور احمد ہے جماعت احمدیہ محمود یا محمودی جماعت کہتا ہوں اور اس میں کونسی غلط بات ہے؟ جماعت احمدیہ محمود یا محمودی جماعت کو مکر و فریب کیساتھ جماعت احمدیہ کے نام پر چلایا جا رہا ہے۔یہی جماعت احمدیہ محمود یا محمودی جماعت کی حقیقت ہے۔اب میں آپکے سوال کی طرف آتا ہوں۔آپ خاکسار کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:۔

مکرم جذبہ صاحب

اسلام وعلیکم

امید ھے آپ خیریت سے ہوں گے۔آپ کی سائٹ دیکھنے کا موقع ملا۔اور سوچا کے ایک غلطی کی طرف نشان دہی کروادوں جو دانستہ،غیر دانستہ یا جوش خطابت میں کر رہے ہیں۔آپ تقریباً اپنے ہر مظمون (مضمون۔ناقل) میں جماعت احمدیہ کو"محمودی جماعت" لکھتے ہیں۔ یہ طریقہ غیر احمدی استعمال کرتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کے ماننے والوں کو"مرزای(مرزائی۔ناقل)" کے نام سے پکارتے ھیں۔ اور یہی طریقہ آپ استعمال کر رہے ہیں اگر آپ کے اس فارمولے کو بنیاد مانا جاۓ تو کیا آپ اجازت دیں گے کہ"محمودی جماعت" آپ کو"جُنبی جماعت" پُکار سکے؟؟؟؟؟؟

وسلام

آصف احمد

عزیزم آصف احمد صاحب:۔خاکسار نے آپکے سوال کا جواب دینے سے پہلے جو تمہید لکھی ہے کیا یہ اس حقیقت کا قطعی ثبوت نہیں ہے کہ اس وقت جس جماعت کے سربراہ جناب مرزا مسرور احمد ہیں۔یہ جماعت حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت احمدیہ کے بھیس میں دراصل جماعت احمدیہ محمود یا محمودی جماعت ہے۔اس جماعت کو اگر میں جماعت احمدیہ محمود یا محمودی جماعت کہتا ہوں تو پھر اِس میں خاکسار کیا غلط کہتا ہے؟؟ امر واقع یہی ہے کہ یہ دراصل بلائے دمشق ہے جو ۱۹۱۴ء سے لے کر آج تک غریب احمدیوں کے دامن سے چمٹی ہوئی ہے۔ اگر آپ یا کوئی محمودی عالم یا آپکا خلیفہ میرے آگے محمودی جماعت کو حضرت مرزا صاحبؑ کی جماعت احمدیہ اور جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود یعنی موعود زکی غلام (مثیل مبارک احمد) ثابت کر دے تو میں آپ کو ایک ملین ڈالر کا انعام دوں گا اور میرا آپ سے یہ پکا اور تحریری وعدہ ہے۔کیا آپ یا کوئی محمودی عالم یا خلیفہ خاکسار کے اس چیلنج کو قبول کرنے کیلئے تیار ہے؟؟ اگر کوئی ہے تو وہ میدان میں نکل کر مذکورہ بالا دونوں باتیں ثابت کر کے دکھائے۔

ثانیاً۔مخالفین اگر حضرت مرزا صاحبؑ کے پیروکاروں کو احمدی کی بجائے مرزائی کہتے ہیں تو پھر ہم کسی کا منہ تو بند نہیں کر سکتے۔ہر دور میں مامور من اللہ اور اُسکی جماعت کی اس طرح مخالفت کی گئی تھی اور آج بھی اسی طرح کی جارہی ہے۔خاکسار اس حوالے سے صرف اتنا کہتا ہے کہ۔۔۔"یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَایَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلاَّ کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُ وْنَ۔" (سورۃ یٰسین۔۳۱) وائے حسرت بندوں پر! اِنکے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اُس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

ثالثاً:۔یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے اور میں گذشتہ سطور میں اس کا ثبوت پیش کر چکا ہوں کہ نہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود تھے اور نہ ہی اُنکی جماعت جماعت احمدیہ ہے بلکہ جماعت احمدیہ کے بھیس میں جماعت احمدیہ محمود یا محمودی جماعت چلائی جارہی ہے۔اگر آپ کسی مصلحت کی وجہ سے اس حقیقت کو پس پشت ڈالتے ہوئے خاکسار جو سچی بات کہتا ہے آپ انتقام میں خاکسار کی جماعت احمدیہ

اصلاح پسند کو جنبی جماعت کہنا چاہتے ہیں تو پھر سو(۱۰۰) دفعہ کہہ لیجئے۔لیکن میں آپ کو ایک بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے مرزا محمود احمد کے نام کو کبھی نہیں بگاڑا۔جماعت احمدیہ محمود کہنا یا محمودی جماعت کہنا ایک حقیقت کا اظہار ہے۔لیکن برخلاف اِسکے آپ انتقام کی آگ میں دیدہ ودانستہ خاکسار کی قوم کو جو خاکسار کے نام کا حصہ ہے بگاڑتے پھر رہے ہیں۔آپ کو واضح رہے کہ ہماری قوم جو میرے نام کا حصہ ہے۔یہ لفظ جَنبہ ہے نہ کہ جو آپ لکھ رہے ہیں جُنبہ۔

آپ نے میری کسی کتاب یا کسی مضمون میں کبھی نہیں پڑھا ہوگا اور نہ ہی میرے منہ سے سُنا ہوگا کہ میں نے اپنے نام کیساتھ لفظ جَنبہ کی بجائے جُنبہ لکھا ہو یا پڑھا ہو۔صحیح لفظ جَنبہ ہے یعنی ج پر زبر کیساتھ نہ کہ ج پر پیش کیساتھ۔اگر آپ انتقاماً خاکسار کی جماعت کو جنبی کہنا چاہتے ہیں تو پھر آپ یہ شوق فرمالیجئے۔۔ ؎ خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

لیکن لفظ جنبہ جو کہ ج پر زبر کیساتھ پڑھا جاتا ہے۔برائے مہربانی لفظ جنبہ کو ج پر پیش کیساتھ نہ پڑھئے۔اگر آپ ایسے کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ میرا نام بگاڑ رہے ہیں۔اگر آپ ایسا انتقاماً کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ آپ کی ایک گھٹیا اور اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہو گی۔اس قسم کی اخلاق سوز حرکت کرنے سے پہلے آپ پر فرض ہے کہ آپ خاکسار کے بالمقابل جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود بھی ثابت کریں اور اُنکی جماعت کو جماعت احمدیہ بھی ثابت کر کے دکھائیں۔ ؎

پاکوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا کتوں سا کھولنا منہ تخمِ فنا یہی ہے

آخر میں خاکسار محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کی ایک نصیحت کیساتھ اپنے جوابی خط کو ختم کرتا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’اصل بات یہ ہے کہ جب تک اِنسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا۔اُس وقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا۔اِس لیے جب آدمی کسی نئی بات کو سُنے تو اُسے یہ نہیں چاہیے کہ سُنتے ہی اُس کی مخالفت کیلئے تیار ہو جاوے بلکہ اُس کا فرض ہے کہ اُسکے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور اِنصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مدِنظر رکھ کر تنہائی میں اِس پر سوچے۔‘‘(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۵۵۔جدید ایڈیشن)

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف آپ کی ہدایت کے سامان پیدا فرمائے بلکہ آپکا خاتمہ بالخیر بھی کرے آمین۔۔والسلام

مردِ حق کی دُعا

خاکسار

عبدالغفار جنبہ۔کیل، جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (موعود مجدد صدی پانزدہم)

مورخہ ۱۵/مارچ ۲۰۱۶ء

☆☆☆☆☆☆☆☆

مکرم جنبہ صاحب

اسلام و علیکم

امید ھے آپ خیریت سے ھوں گے۔ آپ کی سائٹ دیکھنے کا موقع ملا۔ اور سوچا کے ایک غلطی کی طرف نشان دھی کروا دوں جو دانستہ ، غیر دانستہ یا جوش خطابت میں کر رھے ھیں۔ آپ تقریباً اپنے ھر مظمون میں جماعت احمدیہ کو "محمودی جماعت" لکھتے ھیں ۔ یہ طریقہ غیر احمدی استعمال کرتے ھیں جو حضرت مرزا صاحب کے ماننے والوں کو "مرزای " کے نام سے پکارتے ھیں۔ اور یہی طریقہ آپ استعمال کر رہے ھیں اگر آپ کے اس فارمولے کو بنیاد مانا جاۓ تو کیا آپ اجازت دیں گے کہ "محمودی جماعت" آپ کو "جُنبی جماعت" پُکار سکے؟؟؟؟؟؟

وسلام

آصف احمد

10 March 2016 10:26 uhr